ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.1 2022

# انیس ناگی بحیثیت نقاد ادب

# Anees Nagi as a Critic of Literature

**ڈاکٹر محمد امجد عابد**

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، یونیورسٹی آف ایجوکیشن، لاہور

**فوزیہ شہزادی**

پی ایچ۔ڈی اُردو (سکالر)، شعبہ اردو، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد

**قربان علی**

لیکچرر، شعبہ اردو، گورنمنٹ اسلامیہ کالج سول لائنز، لاہور

**ڈاکٹر عبدالرحیم**

لیکچرر، شعبہ اردو، گورنمنٹ اسلامیہ گریجوایٹ کالج، سول لائنز لاہور

**Abstract:**

*AneesNagi stands out as a pioneer of introducing impartiality and originality with a daring expression in Urdu criticism whose roots could be traced in English criticism. He represents literary theory and its psychological perspectives on social life. He stresses on contextual realities. AneesNagi having crystal clear ideas and vivid description has visualized linguistic psychology and philosophy in the field of criticism. He has adopted these trends from English literature and criticism but adds his own touch of creativity as well. The purpose of this article is to highlight the imperialism and other modern trends introduced by AneesNagi in Urdu criticism as well as highlighting the characteristics of AneesNagi's criticism.*

**Key Words:** Contemporary Trends, Style, Linguistic Formation, Objectivity, AneesNaghi, Literary Criticism

**کلیدی الفاظ:** عصری رجحانات، اسلوب، لسانی تشکیلات، معروضیت، انیس ناگی، ادبی تنقید

ڈاکٹر انیس ناگی نے اُردو ادب میں مختلف حیثیتوں سے ایک نمایاں مقام حاصل کیا۔ ان کا شمار ان نقادوں میں ہوتا ہے جو لگی لپٹی رکھے بغیر دو ٹوک انداز میں بات کرتے ہیں اور کسی مصلحت کو اپنے قریب نہیں آنے دیتے۔ وہ شاید پہلے نقاد ہیں جن کی حق گوئی اور صداقت نے ادیبوں اور شاعروں، یہاں تک کہ نقادوں کو ان سے دور رکھا ہے۔ ان کے موضوعات، اسلوب اور انہیں برتنے کا انداز جداگانہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہیں ادب کی متنازعہ شخصیت کہا جاتا ہے حتی کہ ان پر شاہین مفتی نے ''اردو ادب کا اینٹی ہیرو'' کتاب لکھی۔ بقول زاہد مسعود' انیس ناگی کے تنقیدی افکار پر کم لکھا گیا ہے اس کی کئی ایک وجوہات ہیں۔ پہلی وجہ انیس ناگی کا ادب اور تنقید میں معروضی رویہ ہے۔ کیونکہ وہ کسی ادبی گروہ سے وابستہ نہیں ہیں اس لیے وہ کسی دھڑے بندی کی وجہ سے ادب کا منھ کالا نہیں کرتے۔ دوست ہو، دشمن ہو یا کوئی ناواقف وہ سب کو اپنی پسند اور ناپسند کے تعصّبات سے دُور رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انھوں نے کتابوں کی بے شمار مہورتوں میں مضامین نہیں پڑھے۔ اسی طرح انھوں نے حتی الامکان دیباچہ نویسی سے بھی گریز کیا ہے۔ ہماری ادبی روایت میں اس قسم کا الگ تھلگ رویہ ایک طرح کی ناپسندیدگی کو جنم دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ادب کی تمام اسالیب میں اتنا بھاری بھر کم اور مسلسل کام کرنے کے باوجود انیس

ناگی کی ادبی حیثیت کو تسلیم کرنے میں تامل کیا جاتا ہے۔(۱) انیس ناگی خود اپنے بارے میں لکھتے ہیں کہ میں لگی لپٹی بات کرنے کا قائل نہیں ہوں۔ میں نہ تو کسی گروہ سے متعلق ہوں اور نہ کسی درون خانہ انجمن ستائش باہمی کا رکن اور نہ میں ادب کے ساتھ کسی قسم کا دنیوی مفاد وابستہ کرنے کا قائل ہوں۔(۲)

اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ انیس ناگی کو تنقید کے حوالے سے اتنا بہت سا کام کرنے کے باوجود ادبی حلقوں میں پذیرائی حاصل کیوں نہ ہو سکی۔ ہمارے یہاں عام طور پر نقاد سے یہ توقع رکھی جاتی ہے کہ وہ آنکھیں بند کر کے تخلیق کار کے حق میں فیصلہ دے۔ لیکن جب وہ ایسا نہیں کرتا تو اس کے خلاف محاذ آرائی میں دیر نہیں لگتی اور اس کی ادبی حیثیت کو متنازعہ بنانے کی ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے۔ اردو تنقید میں ایسی مثالیں پہلے بھی موجود ہیں۔ کلیم الدین احمد غزل کے بارے میں ایک جگہ لکھ کر ایسے پکڑے گئے کہ آج تک ان کی توبہ قبول ہونے میں نہیں آئی۔ انیس ناگی، کلیم الدین احمد سے کئی قدم آگے نکل گئے۔ انھوں نے محض ایک جملے پر قناعت نہیں کی بلکہ کتابوں کی کتابیں لکھ دیں جس میں اُن باغیانہ انداز اور ہم عصر ادبی رویّوں سے بے زاری کا احساس صاف محسوس کیا جا سکتا ہے۔

انیس ناگی کی ادب میں بہت سی حیثیتیں ہیں۔ انھوں نے اوّل اوّل شاعری کے میدان میں قدم رکھا۔ ۱۹۶۰ء کی دہائی میں لسانی تشکیلات کے حوالے سے نئی شاعری کی جو تحریک اُبھری، انیس ناگی اس تحریک کے ایک اہم موید اور معاون بن کر سامنے آئے۔ اور آج جب اس تحریک کو گزرے پچاس برس سے زائد کا عرصہ ہو چکا ہے وہ آج بھی اپنے موقف پر ڈٹے ہوئے ہیں۔ اُن کے کئی ساتھی اور ہم عصر ایک ایک کر کے اپنے موقف سے دستبردار ہو چکے ہیں یا حالات کے مطابق لچک پیدا کر چکے ہیں لیکن انیس ناگی نے مرتے دم تک کسی مصلحت کو بیچ میں نہیں آنے دیا۔ بقول زاہد مسعود (وہ) اس نسل کے واحد ادیب اور دانشور ہیں جو ایک فعال قوت کے طور پر تخلیق مسلسل میں مصروف ہیں۔ وگرنہ ان کے ساتھی ایک مدّت سے تھک کر روپوش ہو چکے ہیں۔(۳) نئی شاعری کے حوالے سے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''نئی شاعری نے اگر ایک سطح پر انسانی ذلت اور اس کے تخلیے کو از سرِ نو دریافت کیا ہے تو دوسری سطح پر اس کی پبلک ورلڈ کی ایک مختلف مناظر میں شناخت کی ہے۔ اس نے نئے انسان کی وہ دنیا دریافت کی ہے جو حقیقت اور رویا کے امتزاج سے مرتّب ہوتی ہے۔ نئی شاعری کے حوالے سے ایک نیا جہانِ واردات ہمارے سامنے آتا ہے جو ابھی تک اردو شاعری کے لیے ممنوع رہا ہے۔''(۴)

انیس ناگی نے عین نوجوانی میں ادب سے جو رشتہ استوار کیا اُسے آخر دم تک ٹوٹنے نہیں دیا۔ اس کے باوجود کہ ان کی راہ میں روڑے اٹکانے والوں کی کمی نہ تھی کیونکہ انھوں نے مخالفین کے اس ہجوم میں اپنا راستہ بنایا اور کسی رکاوٹ کی پروا نہ کی۔ انیس ناگی کی تنقید متنوع موضوعات کو اپنے دامن میں لیے ہوئے ہے۔ اپنے ستر سال سے زائد عرصہ حیات میں انھوں نے خود کو ادب کے لیے وقف کر دیا اور تقریباً ہر صنف ادب کو اپنے دائرہ تنقید میں شامل کیا۔ اس کے علاوہ تخلیقی سطح پر شاعری کے علاوہ اردو نثر کی مختلف اصناف مثلاً ناول، افسانہ، تاریخ، تحقیق وغیرہ میں اپنی صلاحیتوں کو آزمایا اور قابل لحاظ ادبی سرمایہ اپنی یادگار چھوڑا۔ اُن کی تخلیقی اور ادبی کاوشیں جہاں مخصوص حلقے کی ''طبع نازک'' پر گراں گزریں وہاں قارئین کا ایک وسیع حلقہ ایسا بھی ہے جو انہیں تحسین کی نظر سے دیکھتا ہے۔ بلکہ عمر کے آخری حصّے میں ان کی مقبولیت میں یوں بھی اضافہ ہوا کہ نوجوان ادیبوں اور نئے لکھنے والوں کو ان کی صورت میں ایک نہ بکنے اور نہ جھکنے والا ایسا ادیب میسّر آ گیا جسے آئیڈیل بنایا جا سکتا تھا۔ چناں چہ انھوں نے بیسویں صدی کے اواخر اور اکیسویں صدی کے ابتدائی عشرے میں ادیبوں کی نوجوان نسل کو بہت متاثر کیا۔

انیس ناگی کی تنقید کا ایک زاویہ اُن کے وہ نظریات ہیں جو اُن کی فکری سوچ، وسعت مطالعہ اور تفکّر و تدبّر کا نتیجہ ہیں اور وہ ان پر کوئی سمجھوتہ کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ ادبی نظریہ سازی، ادب کا لسانی مطالعہ، عملی تنقید، نفسیات اور فلسفہ وغیرہ اُن کی تنقید کے نمایاں رجحانات ہیں۔ ان کا اپنے عہد کے ادیبوں سے بنیادی مطالبہ یہ ہے کہ وہ خود کو گروہ بندی اور دھڑے بازی سے الگ رکھیں۔ کیونکہ وہ ادیب کی اندرونی آزادی کو اعلیٰ تخلیق کے لیے ضروری قرار دیتے ہیں۔ ''فکری اعتبار سے وہ وجودیت، ڈھیلی ڈھالی مارکسیت اور جدید نفسیات کو ملا کر اپنی ادبی تھیوری مرتب کرتے ہیں جس میں کلاسیکل تصورات کی مذمت کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ زبان اور ادب کے حوالے سے وہ ایک حد تک ساختیاتی مفکروں سے بھی متاثر ہیں۔ انیس ناگی کے تنقیدی نظام میں جدیدیت ایک اہم تصور ہے جس کے مطابق امتدادِ زمانہ سے حالات کے ساتھ ساتھ ادبی رویوں کو بھی تبدیل ہونا

حرف و سخن
HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.1 2022

چاہیے۔ تبدیلی ایک جدلیاتی عمل ہے اور زندہ ادب جدلیاتی عمل سے نمو پاتا ہے۔ انیس ناگی کی یہ کوشش رہی ہے کہ اردو ادب کو جدید بین الاقوامی ادب کے ہم رکاب کیا جائے۔ اس لیے وہ جدید بین الاقوامی ادیبوں کی تحریروں اور فکری رجحانات کو زیر بحث لاتے ہیں اور ان کی تحریروں کو اردو میں متعارف کراتے ہیں۔ ان تمام کوششوں کا مقصد یہ ہے یہ کہ اپنے عہد کے ادیبوں میں ایک جدید اور ہمہ جہتی ادبی شعور پیدا کیا جائے۔

جیسا کہ اُوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ انیس ناگی کی تنقید کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ تقریباً بیس تنقیدی کتب ان کے کریڈٹ پر ہیں۔ کسی بھی نقاد کی یہ سب سے زیادہ کتابیں ہیں۔ اس وقت بڑے سے بڑا نقاد بھی تنقیدی حوالے سے اتنی کتابوں کا مصنف نہیں ہے۔ ان کی اہم تنقیدی کتابوں میں، جو بہت مقبول ہوئیں، ''تنقید شعر''، نذیر احمد کی ناول نگاری''، ''نیا شعری افق''، ''شعری لسانیات''، ''تصورات''، ''غالب ایک شاعر ایک اداکار''، ''سعادت حسن منٹو۔ ایک مطالعہ''، ''غالب پریشاں''، ''غالب کی پنشن''، ''منٹو کے مقدمات، ''معاصر ادب''، ''میرا جی۔ ایک بھٹکا ہوا شاعر'' اور ''تشکیلات'' وغیرہ شامل ہیں۔ یہاں ان تمام کتابوں کا تفصیلی مطالعہ ناممکن ہے۔ البتہ جستہ جستہ ان کے چند مضامین کا مطالعہ ان کے تصور تنقید کو سمجھنے میں مدد دے سکتا ہے۔

انیس ناگی کی تنقید کی اوّلین کتاب ''تنقید شعر'' ۱۹۶۸ء میں اس وقت منظر عام پر آئی جب ان کی عمر اٹھائیس برس تھی۔ پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔ اے اردو میں گولڈ میڈل لینے کے بعد چار برس کالج میں پڑھا کر وہ سول سروس میں آ چکے تھے۔ عام طور پر زندگی کا یہ دور جذباتی دور کہلاتا ہے۔ سو یہ کام انھوں نے شاعری کے ذریعے پورا کیا۔ ان کی نظموں کی کتاب ''بشارت کی رات'' منظر عام پر آ چکی تھی۔ چناں چہ یہ دور اُن کے غور و فکر کا ہے، جس میں وہ خاص طور پر شاعری کے رموز کو سمجھنے کی کوشش میں ہیں۔ اس کتاب میں شعر کی مختلف جہات پر بلیغ انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر سید عبداللہ کی رائے اس کتاب کی افادیت ثابت کرتی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

> ''تنقید شعر، چند تنقیدی مضامین کا مجموعہ ہے۔ اس میں شعر سے متعلقہ مباحث کے بارے میں چند ضروری موضوعات پر قلم اٹھایا گیا ہے۔ مغربی تصورات کو پیش کرتے وقت مشرقی نظریات و آرا کو نظر انداز نہیں کیا گیا۔ مثالیں بھی اردو شاعری سے لی گئی ہیں۔ یہ مضامین بظاہر تدریسی ضرورتوں کے تحت لکھے گئے معلوم ہوتے ہیں مگر ان میں شعر و شاعری کی دریافت، ساخت اور یافت کے سلسلے میں معلومات اس طرح پیش کی گئی ہیں کہ قارئین بھی ان کو مفید پائیں گے۔ انیس ناگی کا قلم ان مضامین میں محتاط ہو کر چلا ہے تاکہ قارئین قطعی تصورات کو اخذ کر لیں۔ اعتدال و احتیاط کی اس خوبی کے باعث مجموعے کی افادیت یقینی ہو گئی ہے۔(۵)

اس کتاب میں شاعری کے حوالے سے انیس ناگی کا یہ نقطہ نظر سامنے آتا ہے کہ شاعری کی تحسین میں محض ''آہ'' اور ''واہ'' کے بجائے تجزیاتی طریق فکر اپنانے کی ضرورت ہے۔ کتاب کا پہلا مضمون ''شاعری کے مختلف نظریات'' کے عنوان سے لکھا گیا ہے۔ اس مضمون میں افلاطون سے لے کر بیسویں صدی تک کے فلسفیوں اور نقادوں کے نظریات شعر پر بحث کی گئی ہے۔ اس ضمن میں وہ شاعری کی حیثیت اور اس کے مقام کا تعین کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''شاعر کی حیثیت اس اعتبار سے باد نما کی ہے جو معاشرے کی زندگی کے مد و جزر کے خد و خال نمایاں کرتا ہے۔ انسانی جذبات کے اظہار کے اسالیب مرتب کرتا ہے۔ وہ فن کے ذریعے انسانی مسائل کا ادراک کر کے اس کی نزاکتوں کی نشان دہی کرتا ہے...... بلکہ اپنے جذباتی اور فکری رویے سے ایسی صورت حال کے ادراک اور افہام کا اسلوب مرتب کرتا ہے۔ اس سارے عمل کا مقصد انسانی زندگی کا افہام، اس کے مسائل کا ادراک اور زندگی کو معنویت سے ہم کنار کرنا ہے۔''(۶)

انیس ناگی شاعرانہ خیال، شاعرانہ تجربے، شاعرانہ ہیئت، لفظ، معانی اور شعر، متخیلہ، شاعرانہ آہنگ، استعارہ، امیجری، علامت وغیرہ پر اظہار خیال کرتے ہوئے تخلیق شعر کے جملہ عناصر کی گہرائی میں اُتر کر ان کا تجزیہ کرتے ہیں۔ مضمون ''تنقید شعر'' میں وہ شاعری کے نقاد کو بعض ایسی باتیں یاد دلاتے ہیں جو شعر کی ماہیت اور اس کے

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.1 2022

مافیہ کو سمجھنے کے لیے بہت ضروری ہے۔ مثلاً وہ عملی تنقید کو زیادہ سے زیادہ سائنٹیفک اور تجزیاتی بنانے کے قائل ہیں ان کے خیال میں نقاد کو تجزیے کے لیے ایسے الفاظ اور تراکیب استعمال کرنی چاہیے جو واضح اور قطعی ہوں جیسا کہ وہ لکھتے ہیں:

> ''شاعر کے فنی خصائص بیان کرتے ہوئے ندرت، بانکپن، شگفتگی، لچک، شیفتگی ایسے الفاظ اور تراکیب کا استعمال عملی تنقید میں کوئی معانی نہیں رکھتا کیونکہ ایسی انتقادی لغت نقاد کے تاثر کو تو پیش کرتی ہے لیکن شعری تخلیق کی وضاحت سے قاصر ہوتی ہے۔ اسی طرح مخصوص انتقادی لغت کو معیار بنا کر ہر شاعر کو اس کے ذریعے پرکھنا بھی ناقص عملی تنقید کی مثال ہے۔ عملی تنقید کو واضح اور سائنٹیفک ہونا چاہیے۔'' (۷)

گویا ان کے خیال میں ایک نقاد کے لیے ضروری ہے کہ اس کا اندازہ نقد واضح اور سائنٹیفک ہو اور اُسے محض نمائشی الفاظ کا سہارا لینے کی بجائے ٹھوس اور پختہ انداز میں تخلیق کے محاسن اور معائب پیش کرنا چاہیے۔

ڈاکٹر ضیاء الحسن کے خیال میں انیس ناگی اپنی عملی تنقید میں سماجی حوالے اور سماجی پس منظر کو بہت اہمیت دیتے ہیں۔ مثلاً اپنی کتاب ڈپٹی نذیر احمد کی ناول نگاری میں انھوں نے نذیر احمد کی ناول نگاری کا سماجی نکتہ نظر سے تجزیہ کیا ہے۔ نذیر احمد سر سید کی سماجی اصلاحی تحریک سے منسلک تھے اور انھوں نے ناول نگاری کو سماجی اصلاح کی ضرورت کے تحت اختیار کیا تھا۔ چنانچہ ان کے ناولوں میں سماجی پس منظر اور سماجی معاملات کی بحث ملتی ہے اسی طرح انھوں نے نذیر احمد کی کردار نگاری ان کے نسوانی کرداروں اور ان کی مذہبی فکر کا بھی عمرانی جائزہ لیا ہے۔ (۸) اس کا مطلب یہ ہوا کہ انیس ناگی کے نزدیک نقاد کسی فن پارے کا جائزہ لیتے ہوئے سائنٹیفک نکتہ نظر کے ساتھ ساتھ تنقید کے عمرانی پہلو سے اپنا دامن نہیں بچا سکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اسی معاشرے اور اسی سماج کا ایک فرد ہے اور سماج کے بدلتے ہوئے رویوں اور تغیر پذیر عوامل سے صرفِ نظر نہیں کر سکتا۔

انیس ناگی کی تنقیدی کتاب ''تصورات'' میں مختلف ادبی موضوعات کو تنقید کا موضوع بنایا ہے۔ پہلے مثلاً پہلے دو مضمون نثری نظم کے حوالے سے لکھے گئے ہیں، ایک مضمون مجید امجد کی کتاب ''شبِ رفتہ'' کے حوالے سے، ایک مضمون فیض احمد فیض پر، پانچ مضامین غیر ملکی تخلیق کاروں پر، ایک انور سجاد پر اور چند متفرق موضوعات پر تحریر کیے گئے ہیں ان مضامین میں وہ اپنے اس نقطہ نظر پر سختی سے کاربند نظر آتے ہیں کہ جو تنقید نئے خیالات کو جنم نہیں دیتی وہ بے مقصد اور بے فائدہ ہے۔ ایسی تنقید سے ہاتھ اٹھا لینا ہی بہتر ہے۔ لکھتے ہیں:

> ''جو تنقید معاشرے میں نئے خیالات کی تولید نہیں کرتی، جو تخلیقی رجحانات میں کوئی تبدیلی پیدا کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی، جو منتشر تہذیبی دور میں ترتیب کی نشان دہی نہیں کرتی، جو پس ماندہ معاشرے میں استحصالی قوتوں کے خلاف صف آرا نہیں کرتی، اسے نہایت ہی احترام کے ساتھ زندہ در گور کر دینا چاہیے۔''(۹)

انیس ناگی کے نزدیک ہمیں ایسے ادبی تصورات کی ضرورت ہے جو ہمیں داخلی اور خارجی تناقضات کے بارے میں سوچنے پر مائل کریں اور ہمارے ذہن میں نئے نئے سوالات پیدا کریں۔ لیکن بوجوہ ایسا ممکن نظر نہیں آتا کیونکہ موجودہ دور میں ہمارا ادیب مقتدر طبقات کا آلہ کار بن گیا ہے اور اس طبقہ کے مفادات کو مدّ نظر رکھتا ہے۔ کیونکہ اس سے اس کے اپنے معاشرتی اور معاشی مفادات وابستہ ہوتے ہیں۔

انیس ناگی نے اپنی تنقید میں جو اُسلوب اختیار کیا ہے وہ خاصا تیکھا اور خاردار ہے جس سے بعض اوقات تخلیق کار کا دامن الجھ جاتا ہے۔ انیس ناگی کا یہی وصف انھیں دیگر نقادوں سے الگ الگ منفرد مقام دیتا ہے کہ وہ مدلل مداحی کے سرے سے قائل ہی نہیں ہیں۔ مثلاً محمد حسن عسکری کے بارے میں لکھے گئے مضمون میں ان کے یہ جملے بطور خاص توجہ کا مرکز بنتے ہیں:

حرف و سخن
HARF-O-SUKHAN
Urdu Research Journal of PAKISTAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.1 2022

''میرے ذہن میں ان کے بارے میں صرف ایک ہی نقش ہے کہ وہ ادب کے موضوعات پر ایک بے صبر طالب علم کی طرح گفتگو کرتے ہیں اور یہی بات مجھے ان کی تنقیدی تحریروں میں ملتی ہے۔''(۱۰)

''نظریاتی سطح پر گو عسکری صاحب کی تصانیف سے کوئی مربوط نقطہ نظر ممکن نہیں ہے کیونکہ ترقی پسند تحریک کی مخالفت سے فرانسیسی ادب کی طرف مراجعت اور پھر بالآخر رینے گینوں ایسے بے مغز فرانسیسی مفکر کے حوالے سے مذہب اور تصوف کی پناہ میں ان کی ذہنی کایاکلپ اور آخری عمر میں تخلیقی عمل سے توبہ کرنا ایک حد تک ناقابل فہم ہے۔''(۱۱)

انیس ناگی کا نظریۂ تنقید ان کے درج ذیل الفاظ سے واضح ہوتا ہے۔''ایک شخصی مکالمہ'' میں لکھتے ہیں:

''ادیب اپنے ہنر، جذباتی قوت اور نظریاتی بالیدگی کی بدولت زندہ رہتا ہے۔اخباروں کے ادبی ایڈیشن اور انجمن ستائش باہمی کسی ادیب کو لمحاتی آہ واہ کے سوا کچھ نہیں دے سکتی۔اردو میں معروضی تنقید قریباً ناپید ہے۔تذکروں سے لے کر آج تک اُردو تنقید وہ معروضیت پیدا نہیں کر سکی جو دوستیوں اور شخصی تعلقات سے ماورا ہو کر ادبی تخلیقات کی تحسین کے معیار وضع کر سکے۔'' (۱۲)

ہر ادیب معاشرے کا حصہ ہوتا ہے وہ اپنے عصر میں زندہ ہوتا ہے اور ادیب اپنے عصری شعور سے بیگانہ نہیں ہو سکتا۔ادیب عام انسان سے زیادہ حساس ہوتا ہے۔وہ معاشرے کے مسائل کو کھلی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔انیس ناگی بھی ادب،ادیب اور معاشرے کے باہمی تعلق سے بخوبی آگاہ ہیں۔انہیں اس بات کا بخوبی علم ہے کہ ادب میں کچھ نیا نہیں ہو رہا بلکہ باسی خیالات کو نئے چولے پہنا کر پیش کیا جا رہا ہے۔ادب ترقی نہیں کر رہا۔اس کی وجہ یقیناً یہی ہے کہ ادب اور ادیب کی سرپرستی نہیں کی جا رہی۔ہمارے ملک میں ادب کیسے فروغ پائے ہمارے ادیب تو مسائل کی چکی میں پستے رہتے ہیں اور فکرِ معاش میں ہی ختم ہو جاتے ہیں۔ادیب اور سوسائٹی کے باہمی تعلق کے بارے میں لکھتے ہیں۔

''جس معاشرے میں فلسفہ نہ ہو وہاں لٹریچر نہیں پنپتا۔ڈاکٹر اقبال کو نکال دیں تو یہاں فلسفہ نہیں رہتا......جب معاشرہ انتہا درجے کا کرپٹ ہو جائے تو ظاہر ہے اس کا اثر ادب پر بھی پڑے گا۔ ادب معاشرے کے ساتھ چلتا ہے۔ بگاڑ والے معاشرے میں زیادہ کہانیاں جنم لیتی ہیں......پاکستانی ادیب کو رائلٹی کے نام پر بھیک ملتی ہے بلکہ اکثر تو رائلٹی ملتی ہی نہیں۔ دوسرے ادیب بھی اب سچ اور حقیقت لکھنے سے کتراتا ہے۔''(۱۳)

انیس ناگی کا نکتہ نظر اس بات کا متقاضی ہے کہ ادیب اور شاعر کی فلاح و بہبود کے لیے بھی اقدامات کیے جائیں کیونکہ ہر شاعر،ادیب محقق اور نقاد کے دل اور دماغ کے ساتھ ساتھ پیٹ بھی جڑا ہوا ہے۔اب ریاست کا یہ فرض ہے کہ ادیبوں اور شاعروں کے لیے بہتر مواقع پیدا کرے اور ان کی صلاحیتوں کو جلا بخشنے والی فضا قائم کرے۔ مگر شائد آج تک ایسا ممکن نہیں ہوا۔یہی وجہ ہے کہ ادب کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ادب کو نقصان پہنچانے والے عناصر کا انیس ناگی نے جائزہ کچھ اس طرح لیا ہے۔

''سب سے پہلے حکومت کی ادب سے لاتعلقی اور بے حسی، دوسرے معاشرے کا چلن اور تیسرے ادبی کالم نگاری نے جعلی ادب کو فروغ دیا ہے۔ ادبی کالم لکھتے وقت وقتی فائدے ضرور اٹھا لیتے ہیں لیکن ادبی کالم لکھنے والا کوئی ادیب کبھی حقیقی اور دائمی شہرت نہیں پاتا۔ادبی کالم نگاری نے چاپلوسی اور خوشامد کو پروان چڑھایا اور تیسرے درجے کے لوگوں کو ادیب شاعر بنا کر پیش کیا ہے۔'' (۱۴)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.1 2022

مجموعی طور پر انیس ناگی ایسے نقادوں کے زمرے میں آتے ہیں جنھوں نے تنقید کو دیانتداری کے ساتھ اپنے اسلوب حیات کا حصّہ بنایا۔ وہ اپنے عہد کے نشیب وفراز اور بدلتے ہوئے عصری رویوں سے نہ صرف باخبر رہے بلکہ ان کی جزئیات پہ بھی نظر رکھی۔ اس حوالے سے وہ اپنے زمانے کے عصری شعور سے پوری طرح بہرہ ور ہیں۔

**حوالہ جات**


۱۔ زاہد مسعود، دیباچہ، مشمولہ: تشکیلات از انیس ناگی، جمالیات، لاہور، ۲۰۰۶ء، ص ۹

۲۔ انیس ناگی، مذاکرات، طبع دوم، سنگ میل پبلیکیشنز، لاہور، ۱۹۸۶ء، ص ۵۴

۳۔ زاہد مسعود، دیباچہ، مشمولہ: تشکیلات از انیس ناگی، جمالیات، لاہور، ۲۰۰۶ء، ص ۱۰

۴۔ انیس ناگی، نئی شاعری کا لسانی اسلوب، مضمون مشمولہ: نیا شعری افق، اشاعت دوم، جمالیات، لاہور، ۱۹۸۸ء، ص ۵۳

۵۔ عبداللہ، سید، ڈاکٹر، تنقیدِ شعر، مکتبہ میری لائبریری، لاہور، ۱۹۶۸ء، فلیپ

۶۔ انیس ناگی، تنقید شعر، مکتبہ میری لائبریری، لاہور، ۱۹۶۸ء، ص ۲۷

۷۔ ایضاً، ص ۱۴۸

۸۔ ضیاء الحسن، ڈاکٹر، اُردو تنقید کا عمرانی دبستان، مغربی پاکستان اُردو اکیڈمی، لاہور، ۲۰۰۶ء، ص ۴۹۰

۹۔ انیس ناگی، تصورات، جمالیات، لاہور، ۱۹۷۸ء، ص ۲۷

۱۰۔ انیس ناگی، مذاکرات، طبع دوم، سنگ میل پبلیکیشنز، لاہور، ۱۹۶۸ء، ص ۱۸

۱۱۔ ایضاً، ص ۸۲

۱۲۔ ایضاً، ص ۵۴

۱۳۔ عارفہ صبح خان، ڈاکٹر، ڈاکٹر انیس ناگی کی کھری کھری باتیں، مضمون مشمولہ: ادبی ستارے، مکتبہ اردو ادب، لاہور، ۲۰۱۳ء، ص ۲۲۸

،ایضاً، ص ۲۳۲